ڈاکٹر معین الدین

امن عالم ـــــ مولانا روم کی نظر میں

ڈاکٹر معین الدین صاحب نے یہ مضمون ۱۹۵۸ء میں پنجاب یونیورسٹی میں منعقد ہونے والے ایک اسلامی مذاکرہ میں پڑھا تھا۔ یہ ایک اچھوتا موضوع ہے اور ناظرین کی دلچسپی کے لئے اُسے یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

محبت و امن کی دیوی ایروز Erose اور نفرت و جنگ کے دیوتا مریخ Mars کی آپس میں دشمنی ہمیشہ سے چلی آتی ہے۔ ان کی باہمی مخاصمت نے دو نظریاتی سکول پیدا کیے جن کا مقصد ان کی الگ الگ حیثیت کی وضاحت کرنا اور ایک پر دوسرے کی برتری ثابت کرنے کے لئے بحث کرنا ہے۔

جنگ پرست یا مریخ Mars کے پجاریوں کا کہنا ہے، جنگ کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ افیسس Ephesus کے ہرکلیٹس Heraclitus نے جب یہ کہا کہ "جنگ تمام چیزوں کی خالق ہے"، تو درست کہا۔ مریخ Mars کے پرستار ہر جگہ موجود ہیں۔ ہمارے دور کے فلاسفر مالتھس Malthus کی طرح رواقی فلاسفر مثلاً زینو Zeno اور کری سیپس Chrysippus نے بھی یہی تعلیم دی کہ خدا نے زمین پر آبادی کی تکثیر کو روکنے کے لئے ہمیشہ انسان پر جنگ کا عذاب نازل کیا۔ سسرو Cicero اور پلوٹارک Plutarch نے جنگ کو تہذیب کی ترقی کا ایک لازمی جزو قرار دیا۔ جین بودن Jean Bodin اور تھامس ہابس Thomas Hobbs جنگ کی ابدیت کے قائل ہیں۔ کارلائل Carlyle کنگزلے Kingsley رسکن Ruskin اور ایمرسن Emerson جنگ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اگسٹس کومٹی Agust Comte

ہربرٹ سپنسر Herbert Spenser ارنسٹ رینان Ernest Renan سیٹن مٹز Stein Matz اور لیسٹر وارڈ Lester Ward جنگ میں ترقی کے عناصر تلاش کرتے ہیں۔ مالٹکے Maltke اور روز ویلٹ Roosevelt اسے صحت مند اور ترقی پذیر زندگی کا وسیلہ مانتے ہیں۔ سی ایری Seyere ارنسٹ ہیکل Ernest Hackel ہنری جیمز۔ Henry James ڈی گلٹائر De Gaultier اور ولیم جیمز William James کا خیال ہے کہ انسان خواہ وحشی ہو یا مہذب، جنگ اس کی گھٹی میں پڑی ہے۔

امن پسندوں یا ایروز Erose کے پجاریوں کی تاریخ بھی پرانی ہے یہودیوں میں بنی اسرائیل کے پیغمبر خاص کر یسعیاہ نبی جنگ کے مخالف تھے۔ زمانۂ قدیم کے لذت پسندوں Epicureans نے جنگی شعار کے خلاف بہت کچھ کہا۔ عیسائی مذہب نے خدائی عہد پیش کرکے یہ کوشش کی کہ ہفتے کے چند دنوں اور چھٹی کے روز جنگ کو ناجائز قرار دیا جائے۔ ہنری چہارم کو سلی Sully نے اس بات پر اکسایا کہ وہ امن کو برقرار رکھنے کے لئے یورپ کی عیسائی حکومتوں کی ایک متحدہ کونسل بنائے۔

کینٹ Kant اور ابی ڈی سینٹ پیری Abee-de. Sant-Pierre نے یورپ میں امن قائم رکھنے کے لئے چند تجاویز پیش کیں۔ لگورگیٹی Lagorgette نے اس چیز کو ماننے سے انکار کیا کہ حیوانوں میں برادر کشی کی عادت پائی جاتی ہے۔ ڈی پوگی De Lapouge کا خیال ہے کہ جنگ ہمیں مورث اعلیٰ حیوان سے جدی ورثے میں نہیں ملی۔ نوی کوو Novikov نے امن پسندی کو مذہبی رنگ دیا۔ ہوو لاک Hovelock ایلس Ellis پیری Perry اور ہولسٹی Holsti نے ثابت کیا کہ متمدن زندگی سے پہلے کا انسان جنگ جو نہ تھا۔

اسلام میں تصوف نے امن پسندی کو بہت سراہا۔ تصوف کے تمام ممالک اپنے اختلافات اور جھگڑوں سے قطع نظر ہمیشہ امن کی حمایت میں خواہ امن نفسیاتی ہو یا سماجی یا عالمگیر، رطب اللسان ہیں۔ تصوف کی امن پسندی کی مثالیں دینے کے لئے میں اسلامی دنیا کے صوفیائے عظام میں سے مولانا رومؒ کو لیتا ہوں۔

مولانا روم کو ہر دور میں بہت بڑا صوفی مانا گیا ہے۔ ان کے خیال میں کائنات خدا یا حسن کل کا عکس ہے۔ نہ کہ اس کا ظہور و صدور جیسا کہ نوافلاطونیوں کا اعتقاد تھا۔ کما قال :-

لوٹنے والا حسن ہر لحظہ نئی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ روح پر ڈاکہ ڈالتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے ہر لمحہ محبوب نیا لباس پہن لیتا ہے کبھی بوڑھے کا اور کبھی جوان کا لباس۔

لیکن جیسا کہ نو افلاطونیوں نے تعلیم دی۔ دنیا کی پیدائش اصل میں متعدد وسیلوں سے ہوئی۔ کما قال۔ میں جماداتی مادہ تھا۔ اس لحاظ سے میری موت واقع ہوئی تو نباتات کی شکل میں پیدا ہوا۔ میری نباتی زندگی پر موت طاری ہوئی تو حیوان کی شکل میں ظاہر ہوا۔ حیوان مرا تو میں انسان بن کر اُٹھا۔

سب سے پہلے محبت وجود میں آئی۔ حسن کا ادراک عالمگیر محبت و آشتی سے ہی ہو سکتا ہے اور محبت کا ہر جگہ راج ہے۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما — وے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما — اے تو افلاطون و جالینوس ما

لیکن محبت و آشتی کے عنصر کا ہر ذرے میں موجود ہونا یا پایا جانا کئی سوالات کو جنم دیتا ہے۔

سوال ۱:۔

اس عالمگیر محبت و آشتی کی دنیا میں یہ آئے دن جنگیں اور جھگڑے کیوں ہوتے رہتے ہیں۔

جواب:۔

ہماری دنیا فطری طور پر تضادات و تخالفات کی دنیا ہے۔ مولانا روم اپنی مثنوی جلد ششم کی ابتدا میں فرماتے ہیں۔

ایں جہاں جنگ ست چوں کل بنگری — ذرہ ذرہ ہمچو دیں با کافری
آں یکے ذرہ ہمے پرد بچپ — واں دگر سوئے یمیں اندر طلب
ذرۂ بالا و آں دیگر نگوں — جنگ فعلی شاں ببیں اندر سکوں
جنگ فعلی ہست از جنگ نہاں — زیں تخالف آں تخالف را بداں
ذرۂ کو محو شد در آفتاب — جنگ او بیروں شد از وصف و حساب
چوں ز ذرہ محو شد نفس و نفس — جنگش اکنوں جنگ خورشید ست و بس
جنگِ ما و صلحِ ما در نور عین — نیست از ما ہست بین الاصبعین
جنگ فعلی جنگ طبعی جنگ قول — درمیان جزوہا حربیست ہول

ایں جہاں زیں جنگ قائم می بود | در عناصر در نگر تا حل شود
چار عناصر چار استون قوی است | کہ بر ایشاں سقف دنیا مستوی ست
ہر ستونی اشکنندہ آں دگر | استن آب اشکنندہ بر شود
پس بنای خلق بر اضداد بود | لاجرم جنگی شدند از ضر و سود

مولانا روم ان عناصر کی جنگ کی کئی شعروں میں تشریح کرتے ہیں اور اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ "جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہر شے برحق ہے وہ احمق ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ سب باطل ہے، شقی ہے۔"

سوال ۲:

جنگ اور جھگڑے کی اصلیت کیا ہے؟

جواب:

تمام جنگیں اور جھگڑے واقعاتی یا غیر حقیقی ہیں ان کا تعلق اس ظاہری دنیا سے ہے نہ کہ تکمیل یا وصال کی دنیا سے۔ اکثر و بیشتر ان میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے لیکن نظریات میں اختلاف و تضاد اکثر الفاظ کے اختلاف کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ تم نام ہی سے ان میں تحقیق کرتے ہو۔ (ان ھی الا اسماء سمیتموہا) ۔ مولانا روم ایک مثنوی میں جس کا عنوان ہے "کس طرح چار آدمی انگوروں پر جھگڑ پڑے جن میں ہر ایک مختلف نام سے پکارتا تھا" فرماتے ہیں۔

چار کس را داد مردی یک درم | ہر یکی از شہری افتادہ بہم
فارسی و ترک و رومی و عرب | جملہ باہم در نزاع و در غضب
فارسی گفتا ازیں چوں وارہیم | ہم بیا کایں را بانگوری دہیم
آں عرب گفتا معاذ اللہ لا | من عنب خواہم نہ انگور ای دغا
آں یکے کز ترک بد گفت ای گوزم | من نمی خواہم عنب خواہم ازم
آنکہ رومی بود گفت ایں قیل را | ترک کن خواہم من استافیل را
در تنازع مشت برہم می زدند | کہ ز سر نامہا غافل بدند
مشت برہم می زدند از ابلہی | پر بدند از جہل و از دانش تہی

صاحب سری عزیزی صد زباں — گر بدی آں جابدادی صلح شاں
پس بگفتی او کہ من زیں یک درم — آرزوی جملہ تاں رامی خرم
چونکہ بسپارید دل رابی دغل — ایں درم تاں می کند چندیں عمل
یک درم تاں می شود چار المراد — چار دشمن می شود یک ز اتحاد

بعض اوقات اختلاف غلط قیاس آرائی و فرضی تصورات سے پیدا ہوتے ہیں۔

مولانا روم فرماتے ہیں:

ہر خیالی صلحشاں و جنگشاں !! — وز خیالی فخر شان و ننگشاں

سوال ۳:

آخر ان جھگڑوں کا مقصد کیا ہے؟

جواب:

محبت و نفرت کا تضاد با آویزش اس لازوال کل کے وصال کے لئے اس دنیائے ظواہر میں ضروری ہے۔ جب امن اس مقصد کی تکمیل سے غفلت برتتا ہے تو جنگ میدان میں آتی ہے۔

مولانا روم اپنی مثنوی جلد ششم کی ابتداء میں فرماتے ہیں۔

طرفہ آں جنگے کہ اصل صلحہا ست — شاد آں کایں جنگ او بہر خداست
غالبست و چیرہ در ہر دو جہاں — شرح ایں غالب نگنجد در دھاں

پیغمبر اسلام کو اسلام کے مقصد حقیقی کے نفاذ کے لئے خود کئی بار جہاد کرنا پڑا۔

مولانا روم فرماتے ہیں۔

جنگ پیغمبر مدار صلح شد — صلح ایں آخر زمان زان جنگ بد
صد ہزاراں سر برید آں دلستاں — تا اماں یابد سر اہل جہاں
باغباں زاں می برد شاخ مضر — تا بیابد نخل قامتہا و بر
می کند از باغ دانا آں حشیش — تا نماید باغ و میوہ خرمیش

می کند دندان بد را آں طبیب
تا رھد از درد و بیماری حبیب

سوال ۴:

کیا یہ انسان کی قدرت میں ہے کہ جنگ و جدال کو ختم کر کے امن و آشتی کو محفوظ کر لے۔

مولانا روم اپنی مثنوی جلد چہارم میں جس کا عنوان ہے" بیان آں کہ مجموع عالم صورت عقل کلست چوں باعقل کلست چوں باعقل کل بکثر روی جفا کردی صورت عالم ترا غم فزاید اغلب احوال چنانکہ دل باپدر بد کردی صورت پدر غم فزاید ترا و نتوانی روہش را دیدن اگرچہ پیش از آن نور دیدہ بودہ باشد و راحت جان۔"

کل عالم صورت عقل کل است — کوست بابای ہر آنک اہل قل است
چوں کسی باعقل کل کفران فزود — صورت کل پیش او ہم سگ نمود
صلح کن با ایں پدر عاقی بہل — تاکہ فرش زر نماید آب و گل
پس قیامت نقد حال تو بود — پیش تو چرخ و زمین مبدل شود
ہر زماں نو صورتی و نو جمال — ناز نو دیدن فرو میرد ملال
من ہمی بینم جہاں را پر نعیم — آبہا از چشمہا جوشان مقیم
بانگ آبش می رسد در گوش من — مست می گردد ضمیر و ہوش من
شاخہا رقصاں شدہ چوں تائباں — برگہا کف زن مثال مطرباں

سوال ۵:

انفرادی و سماجی امن کے حصول کے لئے کونسا طریقہ مفید ہے؟

جواب:

افراد و اقوام میں محبت و امن قائم رکھنے کے لئے

ہست احوالم خلاف ہمدگر — ہر یکی باہم مخالف در اثر
چونکہ ہر دم راہ خود را می زنم — باد گر کس سازگاری چوں کنم
موج لشکرہای احوالم ببیں — ہر یکی با دیگری در جنگ و کیں
می نگر در خود چنیں جنگ گراں — پس چہ مشغولی بجنگ دیگراں

اگر انسان نے حقیقی محبت و امن کو پالیا تو وہ کبھی بھی جنگ و نفرت کا جوا گردن پر نہ اٹھائیگا۔

مولانا روم فرماتے ہیں۔ عنوان۔ اس بیان میں کہ موسیٰ اور فرعون دونوں مشیت الہٰی کے تابع تھے زہر و تریاق کی طرح ظلمت و نور کی طرح۔ نیز یہ کہ فرعون کس طرح راتوں میں اٹھ کر خدا سے دعا کیا کرتا تھا کہ خدا اس کی نیک نامی کو ضائع نہ کرے۔ کما قال۔

موسیٰ و فرعون معنی را رہی ظاہر آں رہ دارد و ایں بی رہی
روز موسیٰ پیش حق نالاں شدہ نیم شب فرعون گریاں آمدہ
کیں چہ غلست ای خدا بر گردنم ورنہ غل باشد کہ گوید من منم
زانک موسیٰ را منور کردہ ای مر مرا زاں ہم مکدر کردہ ای
چونک بی رنگی اسیر رنگ شد موسیی با موسیی در جنگ شد
چوں بہ بی رنگی رسی کاں داشتی موسیٰ و فرعون دارد آشتی

جب انسان کے باطن میں امن قائم ہو گیا تو پھر خارجی امن آسانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ہم خیال لوگوں ہی میں امن ضروری نہیں بلکہ متضاد نظریات رکھنے والے انسانوں میں بھی محبت و آشتی کا ہونا ضروری ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں۔

ایں عجب بود کہ میش از گرگ جست ایں عجب کیں میش دل در گرگ بست
زندگانی آشتی ضد ہاست مرگ آں کاندر میانشان جنگ خاست
لطف حق ایں شیر را و گور را الف دادست ایں دو ضد دور را
چوں جہاں رنجور و زندانی بود چہ عجب رنجور اگر فانی بود
خواند بر شیر او ازیں رو پندھا گفت من پس ماندہ ام زین بندھا

سوال ٦ :

کیا عالمگیر امن ممکن ہو سکتا ہے ؟

جواب :

چونکہ ظاہری یا مجازی دنیا متحرک و متضاد عناصر ترکیبی کا نتیجہ ہے اس لئے وہ عالمگیر امن کا احساس نہیں کر سکتی۔ لیکن ہم اس فانی حلقے کو توڑ کر مجازی دنیا سے نجات حاصل کر کے اپنے پُرامن

مخرج کی طرف لوٹ سکتے ہیں۔

آں جہاں جز باقی و آباد نیست — زانکہ آں ترکیب از اضداد نیست
ایں فنا از ضد آید ضد را — چوں نباشد ضد نبود جز بقا
نفی ضد کرد از بہشت آں بے نظیر — کہ نباشد شمس وضدش زمہریر
ہست بے رنگی اصول رنگہا — صلحہا باشد اصول جنگہا
آں جہاں ست اصل ایں پرغم وثاق — وصل باشد اصل ہر ہجر و فراق

عمر خیام

تا کے ز چراغ مسجد و دود کنشت — تا چند زیان دوزخ و سود بہشت
رو بر سر لوح بیں کہ استاد قضا — روز ازل آنچہ بود بود نوشت

....

اہل قلم حضرات سے

رسالہ "اسلامی تعلیم" ان تمام اہل قلم حضرات سے قلمی معاونت کا خواہشمند ہے جو سائنسی علوم بالخصوص طبیعات، کیمیا، معاشیات، نباتیات اور نفسیات پر اس انداز سے روشنی ڈال سکیں کہ ان کی تحریروں سے خدا کی وحدانیت کے تصور کو اجاگر کرنے میں مدد ملے۔ اس قسم کی کوشش پر مبنی اساتذہ کرام کے تیار کردہ مثالی اسباق (MODEL LESSONS) کا خیر مقدم کیا جائے گا اور ان کا معقول معاوضہ دیا جائے گا۔ یہ اسباق کالج کی سطح کے ہونے چاہیئں۔ وہ اساتذہ جو پہلے ہی اس کام میں مصروف ہیں اور اس کا تجربہ رکھتے ہیں انہیں اس ضمن میں خاص توجہ دینی چاہیئے۔

علاوہ ازیں اس جریدہ میں مختلف زبانوں میں شہرت یافتہ کتابوں کے ایسے تلاخیص و تراجم کو شامل اشاعت کیا جائے گا جن کا محاکمہ اسلامی انداز فکر اور اسلامی نقطہ نظر سے کیا گیا ہو۔